ہوئی ہیں یا نہیں توجہ کرنے کی ضرورت نہ ہوگی لیکن اگر برخلاف اِسکے یہہ بات
ثابت ہو جائے کہ تعلیم قرآن کے مطابق یہہ کتابیں تحریف نہیں ہوئیں تو اہل
اسلام پر واجب ہوگا کہ اِن کتابوں کو عزت کے ساتھہ قبول کریں۔

دیکھو سورہ آل عمران کا ۷ رکوع انا انزلنا التوراۃ فیہا ھدی ونور یعنے

تحقیق اُتاری ہم نے توریت بیچ اُسکے ہدایت ہے اور روشنی وغیرہ ۔ اِس
رکوع کی آیتوں سے ثابت ہے کہ ۱ توریت کی کتاب من جانب اللہ سے جو مثل
قرآن کے وحی سے اتاری گئیں اور دوم کہ وہ بنی آدم کے لئے ہدایت
اور نور ہے پس وہ لوگ جو اُسکو رد کرتے ہیں سخت سزا کے لائق ہیں ۔

چنانچہ مرقوم ہے کہ الذین کذبوا بالکتاب بما ارسلنا بہ رسلنا فسوف یعلمون اذ الاغلال
فی اعناقھم والسلاسل یسحبون فی الحمیم ثم فی النار یسجرون ۔ یعنے جنہوں
نے جھٹلائی یہہ کتاب اور جو بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھہ سو آخر جان
لینگے جب طوق پڑے ہوں اُنکی گردنوں میں اور زنجیریں گھسیٹے جاتے ہیں
جلتے پانی میں پھر آگ میں اُنکو جھونکتے ہیں ۔ دیکھو سورہ مومن ۸ رکوع ۔
پس اے مسلمانو میری باتیں سنو اور اُن پر غور کرو نہ ہو کہ عدالت کے روز
قرآن کا یہہ فتوی تمہارے اوپر سنایا جاوے کیونکہ میں اسی رسالہ میں قرآن
کی گواہی سے اس بات کو ثابت کرونگا کہ توریت زبور اور انجیل شریف کے

صحیح نسخے محمد صاحب کیوقت موجود تھے اور یہہ کہ یہہ وہی ہیں جنکو قرآن تصدیق
کرتا ہے اور جواب تک ہم لوگون کے پاس موجود ہیں اور یہہ وہ ہیں جنکو تم منحرف
اور نامعتبر کہتے ہو۔ یہہ بات مخفی نہ رہے کہ جب میں قرآن سے ثابت کروں کہ محمد صاحب
کیوقت توریت و انجیل کے صحیح نسخے موجود تھے تو اس حالت میں اگر آپ ہٹ کرکے
کہین کہ یہہ کتابیں فی الحال منحرف ہین تو آپ کو بیان کرنا ہوگا کہ محمد صاحب
کے بعد اہل اسلام کے ہاتھہ میں یہہ کتابیں کیونکر بگڑ گئیں کیونکہ اس حالت میں
آپ اس بات کے ذمہ وار ٹھرینگے +

اب میں اس بات کو ثابت کرتا ہوں کہ توریت و انجیل کے صحیح نسخے
محمد صاحب کیوقت موجود تھے +

دلیل اوّل۔ قرآن کی تعلیم کے مطابق یہودی توریت کو جو کلام الٰہی کہلاتی
ہی سُنا کرتے تھے دیکھو سورۂ بقرہ رکوع میں یوں مرقوم ہی۔ افتطمعون
ان یومنوا لکم وقد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من بعد
ما عقلوہ وہم یعلمون۔ یعنے اب کیا تم مسلمانو توقع رکھتے ہو کہ وہ مانیں تمہاری
بات اور ایک لوگ تھے اُن میں کہ سُنتے تھے کلام اللہ کا پھر اُسکو بدل ڈالتے بوجھہ
لیکر اور اُنکو معلوم ہی۔ تفسیر جلالین و تفسیر بیضاوی کی شرح کے موافق
یہاں یہودیوں کا ذکر ہی جو توریت کو سُنتے تھے اور پھر اپنی خوشی کے مطابق

اُسکی تفسیر کرتے تھے - بیضاوی یوں فرماتے ہیں - یسمعون کلام اللہ یعنی

التوراۃ ثم یحرفونہ کنعت محمد وایۃ الرجم او تاویلہ فیفسرونہ بما

یشتھون - یعنے سُنتے ہیں کلام اللہ کا یعنے توریت اور پھر وہ بدل ڈالتے ہیں

مثلاً بیان محمد کا اور پتھر اونے کی آیت یا اوسکی تاویل پس جیسا اُنکا دِل چاہتا ہے

اُسکی تفسیر کر لیتے ہیں - بیضاوی کی یہہ تفسیر درست ہے پس اِس آیت سے

ثابت ہے کہ توریت عرب کے یہودیوں کے پاس تھی اور وہ اُسکو سُنا کرتے تھے

یہہ بھی ظاہر ہے کہ قرآن کے نزدیک وہ توریت جسکو وہ سُنا کرتے تھے کلام اللہ

اور صحیح تھی آخر کار یہہ بھی معلوم ہوا کہ جب یہودیوں پر تحریف کرنے کا

الزام لگایا گیا تو اِس الزام کے یہہ معنے نہیں کہ توریت کا نسخہ بدل گیا

بلکہ یہہ کہ وہ لوگ کلام الٰہی کے معنے اُلٹے بیان کرتے تھے اور یوں بہ اعتبار

معنے اُسکے تحریف کرتے تھے اور بس اگر اُنکی کتاب بہ اعتبار لفظ یا عبارت

کے مطابق منحرف ہوتی تو کیا وہ کلام الٰہی کہلاتی - کیا قرآن ایسی کتاب کو

یا یوں کہو کہ اللہ ایسی کتاب کو کلام اللہ کہہ سکتا - ہرگز نہیں - پس اِس آیت سے

صاف ظاہر ہے کہ توریت کے صحیح نسخے محمد صاحب کے وقت یہودیوں کے

پاس تھے ؛

دلیل دوم - قرآن اِس بات پر گواہی دیتا ہے کہ یہودی اور عیسائی

دونوں توریت اور انجیل کے صحیح نسخے پڑھا کرتے تھے - دیکھو سورۂ بقر کے ۱۴ رکوع میں وارد ہے - وقالت الیهود لیست النصارٰی علی شیءٍ وقالت النصارٰی لیست الیهود علی شیءٍ وهم یتلون الکتاب - یعنے اور یہود نے کہا ہے نہیں نصاریٰ کچھ راہ پر اور کہا نصاریٰ نے نہیں یہود کچھ راہ پر اور وہ سب پڑھتے ہیں کتاب +

واضح رہے کہ یہہ کتاب وہی عہد عتیق اور عہد جدید ہے یعنے بیبل جس کو یہودی اور عیسائی پڑھا کرتے تھے اور یہہ وہ ہیں جن کو قرآن بار بار تصدیق کرتا ہے جیسا کہ سورۂ مائدہ کے ۷ رکوع میں لکھا ہے - وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتاب ومهیمنا علیه - یعنے ہم نے اُتاری طرف تیرے کتاب ساتھ حق کے سچا کرنیوالی اُس چیز کو کہ آگے اُسکے ہے کتاب سے اور نگہبان اوپر اُسکے +

اِس آیت میں دو باتیں ہیں جن پر آپ کو غور کرنا چاہئے - ۱ - یہہ کہ یہاں قرآن توریت زبور وانجیل کا مصدق قرار دیا جاتا ہے - ۲ - قرآن انہیں کتابوں کا محافظ یا نگہبان کہلاتا ہے - اب مخفی نہ رہے کہ تصدیق تب ہوا کرتی ہے جب کہ مصدق کے نزدیک وہ چیز جس کی وہ تصدیق کرتا ہے صحیح معلوم ہو - اور کسی اور حالت میں صادق کے سامنے تصدیق ممکنات سے

باہر ہے۔ پس اظہر من الشمس ہے کہ محمد صاحب کے نزدیک توریت و انجیل کے وہ
نسخے جو اُنکے دنوں میں یہودی اور عیسائی سُننے اور پڑھتے بھی تھے اور جن کو
اُنھوں نے قرآن کے وسیلہ سے تصدیق کیا صحیح اور معتبر تھے۔ اگر وہ صحیح نہوتے
تو وہ اُن کتابوں کو جو غلطیوں سے بھری تھیں اور جواب لوگوں کے نزدیک
قابل اعتبار نہیں ہیں تصدیق کی اور یوں قرآن کی یہہ گواہی غلط ٹھہر کر
اعتبار کے لائق نہوگی۔ پھر اِس آیت کی دوسری بات اِس دلیل کو زیادہ
زور بخشتی ہے یعنے یہہ قول مھیمنا علیہ۔ یعنے اور نگہبان اوپر اُسکے۔
بیضاوی اِس فقرہ کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔ ومھیمنا علیہ ورقیباً علی سائر الکتب
یحفظہ عن التغییر یشھد لھا بالصحتہ والثبات۔ یعنے اور مھیمناً یعنے محافظ
کل کتاب ربانی کا جو محفوظ رکھتا ہے اُنکو تغیر سے اور شہادت دیتا ہے اُنکی صحت
وثبات پر۔ پس اِس سے کونسی گواہی بیبل کی صحت کی نسبت زیادہ صاف
ہوسکتی ہے۔ پس یہہ نتیجہ نکلتا ہے کہ یہودی اور عیسائی محمد صاحب کے وقت
توریت و انجیل کے صحیح نسخے پڑھتے تھے ✦

دلیل سوم۔ قرآن اِس بات پر گواہی دیتا ہے کہ محمد صاحب نے
توریت کو ایک معاملہ میں ثالث بنا کر طرفین کو اُسکی طرف حوالہ کیا۔ دیکھو سورہ
آل عمران کے ۳ رکوع میں یوں لکھا ہے۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیباً

من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینہم ثم یتولی فریق منہم

وھم معرضون ۔ یعنے تونے نہ دیکھے وہ لوگ جنکو ملا ہی کچھہ ایک حصہ

کتاب کا انکو بلاتے ہیں اللہ کی کتاب کی طرف کہ اُن میں حکم کرے پھر پھرتے

رہے ہیں بعضے اُن میں تغافل کرکر +

اِس آیت پر غور کرنے سے اور مفسروں کی تفسیر کے پڑھنے سے

اتنا معلوم ہوتا ہے کہ محمد صاحب اور یہودیوں کے بیچ میں کسی امر میں اختلاف

رائے پڑگیا تھا جس پر محمد صاحب نے اختلاف کے تصفیہ کیواسطے یہودیوں

کی کتاب ربانی پر حصر کیا اور کہا کہ آؤ ہم دونوں فریق اُس کتاب اللہ کی

عبارت پر حوالہ کرینگے تب بعض یہودی اِس سے ناراض ہوکر چلے گئے +

واضح رہے کہ یہاں محمد صاحب نے یہودیوں کی کتاب کو کتاب

الٰہی جانکر لکھا پس اُن کتابوں کے لئے جو اُس وقت میں اُن لوگوں کے

پاس موجود تھیں ربانی اور شروع اور اصلی ہونیکی اِس سے زیادہ مضبوط

اور کونسی شہادت اہل اسلام کیواسطے چاہئے* +

پھر سورۂ آل عمران کے ۱۰ رکوع میں مرقوم ہے کہ ۔ کل الطعام کان

حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوراۃ ۔

قل فاتوا بالتوراۃ فاتلوھا ان کنتم صادقین فمن افتری علی اللہ الکذب

* اس کی شہادت
[illegible]
صفحہ ۱۰۵

من بعد ذٰلک فاولٰئک ھم الظالمون ـ یعنے سب کھانے کی چیزیں حلال

تھیں بنی اسرائیل کو مگر جو حرام کرلی تھیں اسرائیل نے اپنی جان پر توریت نازل

ہونے سے پہلے تو کہہ لاؤ توراۃ اور تم پڑھو اگر سچے ہو پھر جو کوئی باندھے

اللہ پر جھوٹھ اُسکے بعد تو وہی ہیں بے انصاف +

اِس آیت میں وہ توریت جو مدینہ کے یہودی رکھتے تھے سند کے طور پر پیش کیجاتی ہے اور اُسی کی گواہی کے مطابق محمد صاحب کا دعویٰ سچّا یا جھوٹھا ٹھہرتا ہے ـ پس یہاں بھی توریت جو محمد صاحب کے زمانہ میں رائج تھی صحیح کلام اللہ ٹھہرائی جاتی اور اُسکی گواہی کے بعد جو کوئی باندھے اللہ پر جھوٹھ سو وہی ہیں بے انصاف +

دلیل چہارم ـ آخری دلیل جو میں اِس مقدمہ میں پیش کرتا ہوں وہ یہہ ہے کہ قرآن کی تعلیم کے مطابق اللہ نے محمد صاحب کو حکم دیا کہ شک کے معاملوں میں وہ اہل کتاب سے یعنے یہود اور عیسائیوں سے جو توریت وانجیل پڑھتے ہیں دریافت کریں تاکہ شک رفع ہو جائے ـ

دیکھو سورہ یونس کے ۱۰ رکوع میں لکھا ہے کہ فان کنت فی شک مما انزلنا

الیک فاسأل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک لقد جاءک الحق

من ربک فلا تکونن من الممترین ـ یعنے سو اگر تو ہے شک میں اُس چیز

سے جو اُتاری ہم نے تیری طرف تو پوچھ اُن سے جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے

آگے بے شک آیا ہی تجھ کو حق تیرے رب کیطرف سے سو تو مت ہو شبہ لانیوالا +

جائے غور ہے کہ اس آیت کے مطابق یہود اور عیسائی اسلئے اہل کتاب کہلاتے تھے کہ اُنکے پاس کتاب یعنے توریت اور انجیل موجود تھی کیونکہ یہاں پر اُنکا یہہ بیان ہی کہ الذین یقرءون الکتاب من قبلک یعنے وہ جو پڑھتے ہیں کتاب تجھ سے آگے۔ پس صاف ظاہر ہی کہ کتاب مقدس کے صحیح نسخے اُنکے پاس موجود تھے ورنہ محمد صاحب کو اُنکے پوچھنے سے کیا حاصل ہوتا یا اُنکے کہنے سے کیا اطمینان پیدا ہو سکتا +

اب خیال کیجیے کہ درحالیکہ اللہ تعالیٰ نے محمد صاحب کو رفع شک کے واسطے یہودیوں اور عیسائیوں کی کتابوں کا حوالہ دیا پس ظاہر ہی کہ وہ کتابیں تحریف شدہ نہ تھیں بلکہ صحیح و معتبر تھیں۔ کیا خدا اپنے کسی بندہ کو یا پیغمبر یا رسول کو ایسی کتاب کا حوالہ دیگا جو تحریف و تبدیل ہو گئی ہو۔ نعوذ باللہ ایسا خیال کفر ہی چنانچہ یہہ نتیجہ نکلتا ہی کہ اس آیت کی تعلیم کے مطابق وہ نسخے توریت و انجیل کے جنہیں یہودی اور عیسائی محمد صاحب کے وقت پڑھا کرتے تھے صحیح تھے اور اس لائق تھے کہ قرآن اپنی تصدیق کی خاطر اُنکی طرف حوالہ کرے +

اب ناظرین پر یہہ بات خوب روشن ہوئی کہ وہ کتابیں جنکو یہودی اور عیسائی محمد صاحب کے وقت سُنتے اور پڑھتے تھے اور جس کی طرف محمد صاحب حوالہ دیتے اور کہتے تھے کہ لاؤ اپنی کتاب جو تم سچّے ہو اور جس کو خدا نے اُنکے لئے سند ٹھرایا بلا شُبہ صحیح تھیں +

پھر اِس کتاب کی نسبت کہیں قرآں میں کوئی ایسا ذکر نہیں ہے کہ وہ تحریف کی گئی۔ البتہ بعض یہودیوں کے حق میں یہہ الزام لگایا گیا لیکن معنے اُس الزام کے یہہ نہیں ہیں کہ وہ اپنی کتابوں کو بدلتے تھے یعنے اُسکی عبارت تبدیل کرکے اپنے نسخوں کو خراب کرتے تھے بلکہ اُس سے محض یہہ مطلب ہے کہ وہ باعتبار معنے اُسکے تحریف کرتے تھے اور بس مخفی نہ رہے کہ قرآن میں عیسائیوں پر یہہ الزام کہیں نہیں لگایا گیا۔ کسی آیت میں یہہ نہیں کہا گیا کہ عیسائی اُن کتابوں کو جو اُنکے پاس تھیں یعنے توریت زبور و انجیل شریف کو تحریف کرتے تھے۔ لهذا اگر تسلیم بھی کیا جائے کہ یہودی اپنے نسخوں کو تحریف کرتے تھے تو ممکن نہیں کہ وہ اُن نسخوں کو جو عیسائیوں کے پاس تھے تحریف کرتے۔ پس ثابت ہوا کہ صحیح نسخے توریت و انجیل کے محمد صاحب کیوقت موجود تھے اور وہ اہل کتاب کے پاس تھے اور وہ اُنکو سُنا اور

پڑھا کرتے تھے - اور یہہ بھی ثابت ہوا کہ قرآن انہیں نسخوں کو صحیح و معتبر ٹھہراتا ہے کہ وہ خدا کا کلام ہے جس میں ہدایت و نور ہے +

اب یہہ سوال لازم آتا ہے کہ آیا یہہ توریت و انجیل مروجہ وہی ہے جو سنہ ۶۱۰ سے ۶۳۲ میں محمد صاحب کے ہمعصروں کے پاس تھی یا نہیں آیا وہ محمد صاحب کیوقت کے بعد تبدیل ہوئی یا نہیں - اسکی نسبت ہم پہلے عرض کرتے ہیں کہ اگر یہہ کتابیں محمد صاحب کے بعد تحریف ہوئیں تو آپ لوگ اس بات کے ذمہ وار ہیں کیونکہ محمد صاحب کے انتقال کے بعد پانچ برس کے اندر سوریہ اور فلسطین کے تمام کتب خانے اہل اسلام کے ہاتھ آ گئے جن میں توریت و انجیل کے سینکڑوں نسخے تھے - کیا یہہ بھی سب تحریف ہو گئے - اگر ہوئے تو کیونکر ہوئے لیکن دلیل مندرجہ ذیل سے ثابت ہے کہ حال کی بیبل وہی ہے جو محمد صاحب کے زمانہ میں تھی +

۱ - بیبل کے نسخے اسوقت موجود ہیں جو محمد صاحب کے مدت پیشتر لکھے گئے - مثلاً نمبر ۱ - کوڈکس الک زنڈرینس جو پانچویں صدی ع میں لکھا گیا اور فی الحال شہر لندن کے برٹش میوزیم میں موجود ہیں +

واضح رہے کہ راقم نے بچشم خود اس نسخے کو اور نیز نمبر ۲ - کو دیکھا ہے +

نمبر ۲ - کوڈکس واٹیکانُس جو چوتھی صدی ع میں لکھا گیا اور فی الحال شہر روم کے کتب خانہ جو وٹیکن کہلاتا ہے اُس میں موجود ہے۔

نمبر ۳ - کوڈکس ریجیس جو چھٹی صدی ع میں لکھا گیا اور فی الحال شہر پیرس رُویل لیبریری میں موجود ہے۔

نمبر ۴ - کوڈکس بیضا جو چھٹی صدی میں لکھا گیا اور انگلنڈ کے شہر کیمبرج کی یونیورسٹی لیبریری میں موجود ہے۔

نمبر ۵ - کوڈکس سینا اٹیکس جو تیسری یا چوتھی صدی ع میں لکھا گیا اور فی الحال روسی شہر سینٹ پٹرس برگ میں موجود ہے۔

۲ - بیبل کے کئی ایک ترجمے موجود ہیں جو محمد صاحب کے پیشتر کئے گئے مثلاً عہد عتیق کا ترجمہ جو سپٹواجنٹ کہلاتا ہے اور عہد جدید کے ترجمے بزبان لاطینی - سریانی - قبطی اور ارمنی موجود ہیں۔

واضح رہے کہ یہہ ترجمہ قدیم سے چلے آئے ہیں - مثلاً ترجمہ پشیٹو جو سوریا زبان میں پہلی صدی ع میں کیا گیا اور لیٹنی زبان میں وہ ترجمہ جو ولگٹ کہلاتا ہے چوتھی صدی ع کے آخر میں کیا گیا اور کپٹی زبان میں ترجمہ پانچویں صدی ع میں ہوا۔

۳ - اِن پاک کتابوں کی آیتیں کثرت کے ساتھ قدیم زمانہ

کی دینی کتابوں میں اقتباس کی گئیں اور یہہ بھی اِس وقت موجود ہیں ؛

اب اگر کوئی چاہے اِن تین طریقوں سے اِس بات کی تحقیقات کرے کہ آیا کتب مقدسہ مروجہ قدیم نسخوں کے مطابق ہیں یا نہیں - پس ظاہر ہے کہ محمدیوں کا یہہ الزام کہ توریت و انجیل تحریف ہوگئیں محض غلط یا دروغگوئی ہے - کتاب صحیح و معتبر ہے اور جو کوئی اِسے تحریف شدہ بتلاتا ہے وہ اللہ کی آیتوں کو جھٹلاتا ہے اور اپنے قرآن کی تعلیم کے مطابق فاسد ہے ؛

اے ناظرین یہہ خیال نکرو کہ ناسخ و منسوخ کے اصول کے مطابق اِن کتب مقدسہ کا پڑھنا اور اُن سے ہدایت حاصل کرنی ہم پر فرض نہیں ہے کیونکہ فرض کرو کہ وہ منسوخ ہوئیں تو بھی آپ اُنکے پڑھنے سے فراغت نہ پائینگے - کیا آپ قرآن کی منسوخ شدہ آیتوں کے پڑھنے سے معذور ہیں اگر نہیں ہیں تو کس اصول کے مطابق توریت و انجیل کے پڑھنے سے معذور ٹھہرتے ہو ؛

پھر یہہ بات سچی نہیں کہ توریت و انجیل منسوخ ہوئیں - کسی کتاب ربانی میں ایسی تعلیم نہیں پائی جاتی اور یہہ قول کہ پچھلی کتاب پہلی کتاب کو منسوخ کرتی ہے صریح غلط ہے - کیا وہ صورتیں قرآن کی جو پیچھے نازل ہوئیں پہلی صورتوں کو منسوخ کرتی ہیں کیا مکہ کی صورتیں اور آیتیں مدینہ کی آیتوں سے منسوخ

ہو چکیں۔ نہیں بلکہ یہہ خیال ایسا نامعقول ہے جیسا آپ کا وہ خیال کہ توریت انجیل سے اور انجیل قرآن سے منسوخ ہوئی۔ اب غور فرمایئے اور جانیئے کہ اگلی کتابوں کی اکثر آیتیں منسوخ نہیں ہو سکتیں یعنے وہ سب آیتیں جو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات و صفات کی نسبت تعلیم دیتی ہیں کسی طرح منسوخ نہیں ہوئیں نہ ہو سکتیں۔ پھر وہ سب آیتیں جو تاریخی امور کو بیان کرتی ہیں نہ منسوخ ہوئیں اور نہ ہو سکتی ہیں۔ اور نہ اُن آیتوں کا ناسخ ہو سکتا جو اخلاقی شریعت کا بیان کرتی ہیں۔ اسیطرح انبیا کی وہ سب آیتیں جن میں پیش خبریاں ہیں منسوخ نہیں ہو سکتیں۔ اور آخر کار وہ تجویز نجات جو توریت و انجیل میں ظاہر ہوئی ہے منسوخ نہیں ہو سکتی۔ ہاں ممکن ہے کہ ظاہری ریت و رسوم میں فرق ہوا کرے مثلاً شریعت بابت حلال و حرام نکاح و طلاق طریقہ عبادت وغیرہ لیکن اصول تاریخی واردات پیشین گوئیاں خدا کی ذات و صفات کا بیان نہیں بدلتے ہیں اور ممکن نہیں کہ ایسی آیتیں منسوخ کیجاویں ✣

پس درحالیکہ توریت و اناجیل مروجہ صحیح طور پر موجود ہیں اور اُنکی اکثر باتیں منسوخ ہونیوالی نہیں ہیں تو لازم بلکہ فرض ہے کہ اہل اسلام اُنکی کُتب مقدسہ جانکے اُنکا مطالعہ کیا کریں۔ ہمارے خداوند یسوع مسیح نے یہودیوں کو فرمایا کہ نوشتوں میں ڈھونڈو کیونکہ تم گمان کرتے ہو کہ

اُن میں تمہارے لئے ہمیشہ کی زندگی ہے اور یہہ وہی ہیں جو میرے لئے
گواہی دیتے ہیں۔ یہودیوں نے اکثر اُن نوشتوں میں نہ ڈھونڈھا اور
اسلئے اپنے نجات دینے والے مسیح سے محروم ہو گئے۔ یقین جانو کہ جو کوئی
اللہ کی کسی کتاب سے غافل رہے تو وہ ہلاکت سے نہ بچیگا۔ پس پاک
انجیل کی دوسری نصیحت کے مطابق چاہئے کہ اُن باتوں پر جو ہم نے سُنیں
اور بھی دل لگا کر غور کریں تا کہ ایسا نہ ہو کہ ہم اُنہیں کھو دیویں کیونکہ جب
وہ کلام جو فرشتوں کی معرفت کہا گیا منضبط رہا اور ہر ایک عدول
و نافرمانی نے واجبی بدلا پایا تو ہم کیونکر بچینگے اگر اتنی بڑی نجات سے
غافل رہیں۔ دیکھو عبرانی ۲ باب ۱ سے ۳ تک +

